شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

خالد مسعود خان
منفرد لب و لہجے کا شاعر

پروفیسر ذوالکفل بخاری کی رہائش گاہ پر' ملتان کے ادبی فورم ''فاران اکیڈمی'' کے ایک اجلاس کے بعد' جس میں ڈاکٹر اسلم انصاری، تاثیر وجدان، مستحسن خیال، حامد سراج، مختار پارس، خالد مسعود خان، حفیظ الرحمٰن خان، ذوالکفل بخاری اور وحید الرحمٰن خان شامل تھے۔ متفقہ فیصلہ ہوا کہ جناب اسلم انصاری کے فرزند نے ایم اے انگلش میں پوزیشن حاصل کی ہے۔ لہٰذا آج چوک نواں شہر جا کر بابا آئس کریم سے لطف اندوز ہوا جائے۔ راقم' خالد مسعود کی گاڑی میں سوار تھا۔ راستے میں حامد سراج نے خالد مسعود سے پوچھا کہ آپ کو اس مزاحیہ شاعری کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے یا قدرت کی طرف سے شعر ڈھلے ڈھلائے ذہن کی تختی پر اسی طرح اترتے ہیں؟ خالد مسعود نے کہا:

''حامد صاحب! خوشیاں لبنیاں پیندیاں نے، دکھ آپے ای آجاندے نے۔''

تم بحرِ محبت کیا جانو، اچھا یہ تو بتاؤ تم نے کبھی
ہنستی آنکھوں کے پیچھے اشکوں کا سمندر دیکھا ہے

مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے۔ خالد مسعود سے میری پہلی ملاقات' ذوالکفل بخاری کے گھر ہی ہوئی تھی۔ بات سے بات نکالنے والا ایک عبقری دماغ کہ جسے منفرد مزاحیہ شاعری کے ساتھ ساتھ ایک کاٹ دار انشاء پردازی پر بھی عبور حاصل ہے۔ اپنے کالم کے لیے خالد مسعود پہلے تانا بانا بُنتا ہے، اُسے دل و دماغ کے ترازو میں تولتا ہے اور پھر احباب کی محفل میں اُس کالم کی جزئیات تک بیان کرتا چلا جاتا ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ اُس ''ظالم'' کو اپنے کالم کا ایک ایک لفظ ازبر ہوتا ہے۔

خالد مسعود ۳۰ رنومبر ۱۹۵۹ء کو ملتان کے ایک متوسط راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ شاعری وراثت میں ملی۔ ماہر اقبالیات جناب عبدالمجید خاں ساجد کے بیٹے اور پنجابی کے مشہور شاعر جناب محمد ابراہیم خاں عشق حق کے پوتے ہیں۔ خالد مسعود نے اردو، پنجابی کے امتزاج سے' مزاحیہ شاعری کی ایک نئی طرح ڈالی ہے اور وطن اور وطن سے باہر بھی کئی مشاعرے پڑھ چکے ہیں۔ انھیں شاعری کا شوق طالب علمی کے زمانے سے ہی تھا۔ ملتان کی ادبی سرگرمیوں، مشاعروں اور علمی محفلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خالد مسعود ایم بی اے (گولڈ میڈلسٹ) ہیں۔ ایک کاروباری ادارے کے منیجر رہے۔ بعض معاملات میں ادارے کی طرف سے عدالتوں میں جانا پڑتا۔ ضرورت کے تحت ایل ایل بی بھی کیا مگر اس طرح کہ رات پرچے کی تیاری کرتے اور صبح امتحان دیتے۔ تعلیم کے دوران جمعیت میں ہونے کے ناتے ایک دفعہ گھر سے پولیس

پکڑ کر لے گئی۔ والد ساجد صاحب، پروفیسر جی ایم ملک (جو اُن دنوں گورنمنٹ کالج ملتان میں پرنسپل تھے) کے ساتھ تھانے پہنچے۔ پتا چلا کہ خالد کو چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ ساجد صاحب نے تھانیدار سے کہا ''اگر تم اس لیے پکڑ کرلائے ہو کہ یہ جمعیت میں ہے تو بے شک اسے پھانسی دے دومگر یہ چوری کا الزام سراسر جھوٹ ہے، الزام ہے، تمہاری یہ بدبختی ہے کہ ساری عمر جھوٹ بولو اور ظلم کماتے رہو۔ خالد کے باقی ساتھی معافی نامہ داخل کر کے رہائی پاتے گئے مگر نہ خالد نے معافی مانگی نہ والد نے معذرت کی۔ آخر ملتان یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب نذیر رومانی آئے اور خالد کی ضمانت دے کر رہائی دلائی۔

خالد مسعود دل گردے کا آدمی ہے اور اس قدر حوصلہ مند کہ ملتان یونیورسٹی میں ایک لڑکے (بٹ) نے اُسے چاقو مار کر زخمی کر دیا۔ بعد میں وہ لڑکا گھر چل کر آیا اور معافی مانگ لی۔ خالد مسعود نے اسے معاف کر دیا کہ:

نظر نظر میں ہے کامرانی، قدم قدم پر ہے کامیابی
مگر کوئی مسکرا کے دیکھے تو ہار جانا بھی جانتے ہیں

خالد مسعود ایک فقیر منش آدمی ہے۔ انکساری، وقار، تمکنت اس کے خون میں شامل ہے۔ تاہم دشمنوں کا دشمن اور دوستوں کا دوست ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دوست لچا لفنگا ہو یا شریف آدمی۔ دوست ہوتا ہے۔ ہمیں اس کی دوستی سے غرض ہے۔ جب کسی کو دوست بناؤ تو ایک چھوٹی سی قبر کھودو اور دوست کے سارے عیب اس میں دفن کر دو کہ بے عیب دوست ڈھونڈنے والا ہمیشہ بے دوست رہتا ہے۔

ابھی پچھلے دنوں ایک نجی ٹی وی پر انٹرویو میں خالد مسعود نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ شاعر ہمہ وقت شاعر نہیں ہوتا اور شوہر ہر وقت شوہر نہیں ہوتا۔ بحیثیت انسان' میں گھر میں اپنے بچوں میں خوش ہوتا ہوں۔ میں اُن سے ننھے دوستوں کی طرح سلوک کرتا ہوں۔ انسان کو زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہیے اور ایک متوازن زندگی گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

خالد مسعود کی گھریلو زندگی کے بارے میں جب اُن کے گھر سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے بتایا کہ خالد مسعود بہت ہی خلیق اور شفیق انسان ہیں۔ جی جان سے بچوں کو پیار دینے والے۔ تحمل سے بات سننے والے اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہ ہارنے والے انسان۔

خالد مسعود ایک مصروف آدمی ہے۔ شعر کہنے کے لیے فرصت کم ملتی ہے۔ اُس کی اکثر شاعری سفر کی پیداوار ہے مشاعرے میں جا رہا ہے، اپنی گاڑی یا جہاز میں رواں دواں فکر و فن کے موتیوں سے اپنے کلام کی مالا پروتا چلا جاتا ہے۔ وہ طنز و مزاح سے بھرپور لب ولہجے کا شاعر ہے۔ اسے اردو زبان کو پنجابی کا تڑکا لگا کر شعروں میں ڈھالنے کا فن آتا ہے۔ اس حوالے سے وہ ایک منفرد شاعر ہے جس نے اندرون و بیرون ملک اپنا لوہا منوایا ہے۔ خود نہ ہنسنا اور دوسروں کو ہنساتے چلے جانا اس کا شغل ہے۔

ایک بے باک صحافی، ایک نڈر اور بے خوف شخصیت کا نام خالد مسعود ہے جو بھارت کے ساتھ کارگل کی جنگ کے دوران، اگلے مورچوں میں پڑا رہا اور مسلسل پانچ کالم اس موضوع پر تحریر کیے۔ اُس کے خاراشگاف قلم میں مصلحت نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ وہ موت سے نہیں ڈرتا۔ اُس کا 'ادبی جیب کترے، امراء کے دروازوں کی مٹی چاٹنے والے اور سیاسی نرخ پر قلم کی آبرو بیچنے والے ان نام نہاد قلم کاروں سے کوئی تعلق نہیں۔ جو رہزن کو رہبر اور صیاد کو باغباں لکھتے اور اِسی کا راتب کھاتے ہیں۔ روز و شب، خنجرِ قاتل کی ستائش لکھنا جن کا پیشہ ہے۔ جن کے بارے میں شورش کاشمیری نے کہا تھا:

انقلابِ گردشِ دوراں خدا حافظ تیرا
حلقۂ اہلِ سخن میں آ گئے بھڑ بھونجے

خالد مسعود نے روزنامہ ''خبریں''، ''اوصاف''، ''ایکسپریس'' میں ''ماٹھا کالم'' کے عنوان سے بہت کچھ لکھا۔ آج کل روزنامہ ''جنگ'' میں ''کٹہرا'' لگائے بیٹھا ہے۔ اُس کی کتاب ''ابا کہاں سے لبھا؟'' کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ جسے فن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ ۱۴۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں اٹھائیس شعراء کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ جس میں خالد مسعود کی ۱۴ غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔ جب فون پر اُن سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنے کلام پر مشتمل علیحدہ کتاب کب شائع کر رہے ہیں؟ تو ان کا کہنا تھا کہ لوگ مجھے ٹی وی پر سن لیتے ہیں۔ یہی کافی ہے اور دوسرے یہ کہ میری بہت سی نظمیں گم ہو چکی ہیں۔ دوستوں سے درخواست کی ہے۔ مل گئیں یا یاد آ گئیں تو ''بانگِ دہل'' کتاب کی شکل میں حاضر کر دوں گا۔

خالد مسعود کے کلام کا کچھ انتخاب نذرِ قارئین ہے:

سحر دوپہرے سب سے چھپ کر اَمب پر چڑھیا کرتے تھے — مُنھ سُج بھڑ ولا ہوتا تھا جب ڈیمبو لڑیا کرتے تھے
وہ پنڈ کے چھپڑ کنڈے ہم کو ملنے آیا کرتی تھی — اور طیفا، گاما، فجا، منّھا مفت میں سڑیا کرتے تھے
وہ ہر اِک بات میں اَگے تھا، ہم ہر اِک کام میں پھاڈی تھے — وہ سبق مُکا کر بہہ جاتا، ہم پنسل گھڑیا کرتے تھے
میری بے بے رشتہ لے کر اُس کے گھر جب پہنچی تھی — وہ کالج جایا کرتی تھی، ہم درس میں پڑھیا کرتے تھے

☆☆☆

تمہارے پُھپھا وہ گنجے والے جو لے گئے تھے ادھار کنگھی — مہینہ ہونے کو آ گیا ہے نہ اُس نے دِتی نہ ہم نے منگی
وہ واپڈا نے جو بلب موٹا لگا دیا ہے تمہارے دَر پر — تو اُس کے چانن میں تجھ سے ملنے میں آ رہی ہے شدید تنگی
یہ المیہ ہے کہ اس کو ملنے میں جب کبھی لُک لُکا کے پہنچا — تو اُس کی دادی دَمے کی ماری ہمیشہ ہی اوس وقت کھنگی
تُو اپنی ساری نصیحتوں کو سنبھال کر رکھ لے پاس اپنے — تُو ماما لگتا ہے ایس گل کا وہ ہم کو بھیڑی لگے کہ چنگی

☆☆☆

چانس ملا تو چوری شوری کر چھڈی — مُوڈ ہوا تو دھکو زوری کر چھڈی

اُس نے اپنی نظر کے تیکھے ورمے سے　　پِتّل ورگے دل میں موری کر چھڈی

☆☆☆

لُچ لفنگ ''الیکٹ'' ہوا ہے اَنہے واہ　　بیبا فیر ''ریجیکٹ'' ہوا ہے اَنہے واہ
سوئی میں دھاگہ ڈالنے والی نوکری پہ　　اَنّھا ایک ''سلیکٹ'' ہوا ہے اَنہے واہ

☆☆☆

اوکھا ہویا ہم سے اکڑا کیہہ کریے　　ایسے گل پر ہو گیا جھگڑا کیہہ کریے
جی کرتا ہے اوس رقیب کی گِدڑ کُٹ لگائیں　　لیکن ہے وہ ہم سے تگڑا کیہہ کریے

☆☆☆

جیسے لوفر ہو کوئی آوارہ گردی کے بغیر　　یا دسمبر لنگھ رہا ہو بھورا سردی کے بغیر
دیسی مرغی کا ہو انڈا جیسے زردی کے بغیر　　ویسا اپنا صدر ہو گا خاکی وردی کے بغیر

☆☆☆

ہیر کے اَگے ویکھ کے عاشقوں کا گھڑمَس　　رانجھا تخت ہزارے ٹُر گیا پھڑ کر پہلی بس
صاحباں ''میتھ'' کے پیپر سے گھبرا کر اَدھی راتیں　　مرزے کے موٹر سائیکل پر بہہ کر گئی تھی نَس
چنگا ہوا وِچ دریا کے ڈُب کر بچ گئی ورنہ　　عشق کی ناکامی سے تو مجنوں کی عزت رہ گئی
جی کرتا تھا ایسی غزل کے ۲۰، ۳۰ شعر سناتے　　قافیہ پڑ گیا تنگ ساڈا چلیا نئیں کوئی وَس

☆☆☆

راتیں ڈاکو پِنڈ میں ہونجا پھیر گئے　　پہرے والے ڈنڈے پھڑ کر سُتے رہ
اُس کے گنجے گھونے سر کی یاد میں ہم　　رَنگلے پلنگ کا پاوا پھڑ کر سُتے رہ
بیگم سے ڈَر کر بھاگے تو دو دن تک　　بے بے کے کمرے میں وَڑ کر سُتے رہ

تازہ ترین کلام

جج پھڑ کایا

ہر ڈاڈے نے ایس نمانڑی قوم کو دب کر رج کھڑ کایا
ارباں پتی وزیروں نے سرکاری خرچ پر حج کھڑ کایا
کافی دن سے لگتا تھا کہ کل پھڑ کایا ، اَج پھڑ کایا
حاکم نے انصاف کے خوف سے پچھلے ہفتے جج پھڑ کایا